رمضان کا سبق

سید عرفان منور گیلانی

رمضان کا مبارک مہینہ ایک مرتبہ پھر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آیا، غفرانِ عام کا مینہ برسا، اور ہم ابھی رحمتوں کی اس بہار سے بہرہ مند ہو ہی رہے تھے کہ یہ ہم سے رخصت بھی ہوگیا۔

زندگی کی سب سے بڑی حقیقت یہی ہے کہ وقت ہے کہ تھمتا نہیں۔ نعمتوں کی بارش ہو رہی ہو، خوشیوں کا دل کش موسم ہو، راحتوں و فرحتوں سے ہمارا آنگن بھر رہا ہو، یا پھر مصائب و مشکلات آن گھیریں اور دکھ درد، رنج و اندوہ کے اَبر چھا جائیں، حالات ایک جیسے کبھی نہیں رہتے۔ گزرتا ہر لمحہ، قرآن کی اس پکار کا امین ہے کہ والعصر، یعنی غور کرو وقت اور زمانے کے تیزی سے گزرنے اور بدلنے پر، تم خسارے میں ہو!

انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی زندگی کا کوئی اور سچ ہو نہ ہو، اُس کی موت اُس کی زندگی کا سب سے بڑا سچ ہوتا ہے۔ یہ بات کہ دنیا فانی ہے، میں فانی ہوں، اس کو پہچاننا، اس کو مان جانا، اور واقعی مان جانا، ایمان کے لیے شرطِ لازم تو ضرور ہے، البتہ یہ سمجھ بیٹھنا کہ ایمان کا اظہار ہی کافی ہے نہ صرف ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے بلکہ اپنے آپ کو دھوکا وفریب دینے کے مترادف ہے۔ یہ تو فلاح کی سیڑھی پر پہلا قدم ہے۔ گویا پیدائش سے ہی خسارے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

سورۂ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ○ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (۲۹:۲-۵) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ''ہم ایمان لائے'' اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالاں کہ ہم اُن سب لوگوں کی آزمایش کر چکے ہیں جو اِن سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔ اور کیا وہ لوگ جو بُری حرکتیں کر رہے ہیں یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ وہ ہم سے بازی لے جائیں گے؟ بڑا غلط حکم ہے جو وہ لگا رہے ہیں۔ جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع رکھتا ہو (اسے معلوم ہونا چاہیے کہ) اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آنے ہی والا ہے، اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

یہ دنیا کا قانون تو ہوسکتا ہے کہ اقرار باللسان سے جان خلاصی ہوجائے لیکن بارگاہِ ایزدی میں عدل کا تقاضا یہی ہے کہ کھرے اور کھوٹے میں امتیاز اعمال کی بنیاد پر ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ انسان پر روشنی ڈالتے ہوئے یہی مقصد تو بیان فرمایا کہ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (الملک ۶۷:۲)، یعنی اُس نے موت پیدا کی تاکہ اُس کے آنے تک جو مہلتِ حیات ہمیں عطا کی گئی ہے وہ اس میں آزمائے کہ ہم میں سے کون کون بہترین اعمال کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس امتحان میں اللہ رب العالمین ہمیں طرح طرح سے آزمائے گا۔ وہ فرماتا ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ (البقرہ ۲:۱۵۵) اور ہم ضرور تمھیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمھاری آزمایش کریں گے۔

اس سے کوئی مفر نہیں۔ موت کو تو ہم دُور گردانتے ہیں اور اُس کو واقعی سمجھنا بھی شاید مشکل محسوس ہوتا ہے، مگر ان کیفیات و واقعات سے تو ہر وقت دوچار رہتے ہیں۔ تاہم، اس بات میں ہمارے لیے بڑی ڈھارس ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر ہماری طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ (البقرہ ۲:۲۸۶)۔ ہم پر اس دنیا کی بڑی سے بڑی آزمایش آئے، کٹھن سے کٹھن ابتلا ہو، ہمارے اندر وہ قوت پنہاں ہے جس سے ہم اس کا مقابلہ پامردی

سے کر سکتے ہیں۔ ہم غور کریں تو رمضان کے روزے اسی احساس کو پروان چڑھانے کے لیے فرض کیے گئے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o (البقرہ ۲:۱۸۳)، ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے انبیا کے پیرووں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی''۔

یہ تقویٰ کیا ہے، اسی احساس کا نام ہے۔

ہم رمضان میں اپنے کھانے پینے کی بالکل جائز اور فطری ضروریات سے رُک گئے صرف اس لیے کہ اللہ نے ہم سے اس کا تقاضا کیا۔ خواہش کے باوجود، نہ کھلے نہ چھپے، نہ کھایا نہ پیا۔ وسائل موجود تھے، اُن پر اختیار بھی تھا، لیکن صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی رضا و خوشنودی کی خاطر ہم نے اپنا ہاتھ روکے رکھا، یہ ثابت کرتا ہے کہ ہمارے اندر وہ قوتِ ارادی اور قوتِ برداشت بدرجہ اتم موجود ہے جس سے ہم اُن کاموں سے رُک جائیں جو اللہ کو ناپسند ہیں اور اُن اعمال کی طرف دوڑیں جو اللہ کو محبوب ہیں۔ یہی احساس، کہ اللہ دیکھ رہا ہے، وہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے، جب پروان چڑھتا ہے تب ہی ہم قرآن کی ہدایت کے جس کا نزول رمضان المبارک میں ہوا، مستحق قرار پاتے ہیں۔

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ o (البقرہ ۲:۲) یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

آج ہر محلے میں تراویح کی نماز ہوتی ہے، قریہ قریہ، نگر نگر فہم قرآن کلاسیں منعقد ہو رہی ہیں، دروسِ قرآن کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے لیکن معاشرے میں اس کے اثرات مفقود نہ سہی تو محدود ضرور ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ قرآن انسان اور معاشرے میں حُریت فکر کا جو انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے، اُس کے بنیادی تقاضوں اور منازل سے قرآن کے سننے اور سنانے والے، پڑھنے اور پڑھانے والے، سبھی غافل ہیں، کجا کہ وہ جو قرآن کی دعوت کو لے کر اُٹھنے کے دعوے دار ہوں۔ وہ لوگ اگر آج مرجع خلائق نہیں تو اس کی بھی شاید یہی وجہ ہے۔ حاملِ قرآن ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (الحشر ۵۹:۲۱)، اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر بھی اُتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ (اپنی حالت پر) غور کریں۔

پس اگر ہم قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں، اُس کی دعوت کو لے کر اُٹھنا چاہتے ہیں، اپنے آپ کو اور اپنے معاشرے کو اُس کی اقدار کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں، تو پھر اپنے اندر تقویٰ اور وہ احساس وسوز پیدا کرنا، اور پروان چڑھانا ہوگا جو اس کے لیے شرطِ اوّل و لازم ہے، جس کی تعلیم و تربیت کے لیے رمضان آیا۔

یہ رمضان ہمیں کچھ زادِراہ دے گیا ہے، تو اس پونجی کو روز بروز بڑھانے کی ضرورت ہے، تب ہی ہم قرآن و سنت کی دعوت لے کر اُٹھنے کے اہل ہوں گے اور تب ہی پوری دنیا پر اپنے اسلاف کی طرح چھا جائیں گے۔ یہی مقصدِ حیات اور راہِ نجات ہے۔

عالمی ترجمان القرآن مشن ہے، پیغام ہے، دعوت ہے

خیر کا یہ چشمہ ۸۰ سال سے جاری ہے، آئیے اسے ہر گھر تک پہنچائیں

- سالانہ خریدار بنیے ـــــ زرتعاون: ۳۵۰ روپے
- پانچ سالہ خریدار بنیے ـــــ زرتعاون: ۱۵۰۰ روپے
- ۵ سے زیادہ پرچوں کی ایجنسی لیجیے، دوسروں تک پہنچایئے۔
- اعزہ واحباب کو نمونے کا پرچہ ہدیہ کیجیے۔
- رسالہ کسی سے لے کر پڑھنے کے بجائے خرید کر پڑھیے، گھر پر فائل رکھیے۔
- کسی لائبریری کے لیے جاری کروایئے۔
- عوامی مقامات خصوصاً انتظارگاہوں کے ذمہ داروں کو متوجہ کیجیے۔

خصوصی تعاون کیجیے، معاون خصوصی بنیے ـــــ صرف: ۶۰۰۰ روپے

فون: 042-37502048-37587916 فیکس: 042-37585590

ای میل: tarjuman@tarjumanulquran.org